۴۴واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

مشرکین کا دوزخ میں ٹھونسا جانا اور وہاں لیڈروں کے ساتھ قوم کا مکالمہ

نبی ﷺ کی زبانی معاندین و مخالفین کو دھمکیاں

۴۴ واں باب

مشرکین کا دوزخ میں ٹھونسا جانا اور وہاں لیڈروں کے ساتھ قوم کا مکالمہ

جاہلیت کی روشن خیالی اور اسلام کے درمیان بقائے باہمی کا امکان!

کچھ دیر رُک کر ہم ذہن میں تازہ کر لیں کہ کاروانِ نبوت اس وقت کہاں خیمہ زن ہے۔ پانچواں سال اپنے اختتام کی طرف رواں ہے۔ ۱۶ مومنین [۱۱ مرد اور ۵ خواتین] ترکِ وطن کرکے روم کے زیرِ نگیں حبش کی سلطنت کی جانب ہجرت کر چکے ہیں، مکّہ میں اہلِ ایمان کے لیے ماحول میں ایک حبس کی کیفیت ہے، سارے اخلاص اور استدلال کے باوجود سردارانِ قریش بات ماننے کو تیار نہیں ہیں، برداشت کی بھی فریقین کے نزدیک کوئی صورت نہیں، قریش اگر نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو برداشت کر بھی لیتے تو ڈرتے تھے کہ پورے حجاز میں ایک روز اپنی تمام عزت، قیادت اور معیشت سے محروم ہو جائیں گے، دوسری جانب مومنین اپنے مشن سے کیوں کر باز آ سکتے تھے وہ تو اس زمین پر اعلائے کلمۃ اللہ پر مامور تھے، وہ تو بت شکن ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی جانشین تھے، بتوں سے کعبے کو پاک کیے بغیر مومنین چین سے کیوں کر بیٹھ سکتے تھے، اِس کے بغیر تو اُن کا مشن نامکمل تھا، اُن کے دَور کے لیے بھی اور آنے والے ادوار میں اُٹھنے والی تجدیدِ ایمان کی تحریکات کے لیے صحیح روایات چھوڑنے کے لیے بھی۔ یوں دونوں فریقین کے درمیان بقائے باہمی کا کوئی امکان نہیں تھا!

۶۱۵ء میں جہاں اپنے وقت کی ایک بڑی جنگ روم اور ایران میں جاری تھی، وہیں حجاز کے شہرِ مکّہ میں ایک اور عظیم کش مکش برپا تھی جسے انجام کار روم اور ایران کو بھی زیرِ نگیں کر کے انسانی تاریخ کا رخ موڑ دینا تھا۔ اس کش مکش میں رسول اللہ ﷺ، اس زمین پر کائنات کے خالق کے نمایندے تھے، ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا انسان اب قیادت کا تاج نہیں پہن سکتا تھا۔ نہ صرف

یہ بلکہ ایمان کے اس کیمپ میں اب کم و بیش دو سو افراد نبی ﷺ کے ہم راہی بن چکے تھے۔ اب سردارانِ قریش کی شمولیت اُنھیں اِن سابقون الاوّلون کے پیچھے ہی کھڑا کر سکتی تھی، کم ظرفی کے ساتھ اتنی بے ہودہ مخالفت نے اُنھیں کہیں کا نہیں رکھا تھا، ہر گزرتا دن اُن کے لیے سیاہ اور محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے روشن تھا، اگرچہ کہ ابھی بہت معرکے باقی تھے اور عذابِ الٰہی سے قبل حق و باطل کو بہت مبرہن کر دینے والا مکالمہ باقی تھا تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے اہلِ مکّہ پر بھی اور بعد میں آنے والی اہلِ ایمان کی اولادوں اور نسلوں کے لیے بھی کہ اگر ناخلف قریشِ مکّہ کی مانند دینِ ابراہیمی کے مقابل دینِ محمدی ﷺ میں شرک و بدعات کی آمیزش کر کے دین کو ایک گورکھ دھندا بنا دیں[۹۶] تو اِس وقت جاری آسمانی مکالمہ کے دوران نازل ہونے والی قرآنی آیات اُن کے آڑے آ جائیں۔ یوں اب جبریلِ امین سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت لے کر آئے ہیں جو توحید کے پیغام کو خوب کھول کر بیان کرتی ہے، اور مسلمان معاشروں کی بے شمار گم راہیوں پر ایک سبق ہے۔ اس سورۃ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا اور اُس دعوتِ توحید و آخرت کا جو آپؐ پیش کر رہے تھے جس ہنسی مذاق اور حقارت و تذلیل کے ساتھ جواب دیا جا رہا تھا، اور آپ کے دعوائے رسالت کو تسلیم کرنے سے جس شدّ و مد کے ساتھ انکار کیا جا رہا تھا، اس پر کفار مکّہ کو بھرپور ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ ساتھ ہی یہ سورۃ، قیامت کے مناظر اور اُس دن مشرکین کی بے بسی سامنے لاتی ہے۔ انبیا علیہم السلام کا اجمالی تذکرہ بھی ہے اور قیامت کے روز مشرکین عوام کالانعام اور اُن کے مذہبی و سیاسی قائدین کے درمیان تو تکار بھی بڑی سبق آموز ہے کاش فی زمانہ قیادت کے مناصب پر قابض و فائز لیڈرانِ گرامی اپنے خزانوں، اپنی عزت و شہرت، اپنی طاقت و توپوں کے بجائے اس سورہ میں پیش کردہ اپنے انجام کی تصویر دیکھیں اور باز آ جائیں۔

اوّلین آیات اُلوھیتِ ملائکہ کے تصور کا ابطال کرتی ہیں، کتنے دکھ کی بات ہے کہ آج شرق سے غرب تک نام نہاد مسلمانوں نے تعویذوں کے جو کاروبار کھول رکھے ہیں، اُن کے بیش تر تعویذوں میں ملائکہ ہی کے نام لکھے ہوتے ہیں اور انھی خود ساختہ معبودوں سے مدد چاہی جا رہی ہوتی ہے۔

---

[۹۶] جیسا کہ آج ترکی سے پاکستان تک یہ بن گیا ہے۔

۶۱: سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت [۳۷ – ۲۳:ومالی]

قیامت کے بارے میں شک میں مبتلا اہلِ مکّہ سے خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسم ہے [شاہد ہیں] اُن فرشتوں کی جو تعمیلِ حکم کے لیے ادب سے صفیں باندھ کر حاضر رہتے اور نظامِ کائنات کو چلاتے ہیں اور اُن فرشتوں کی بھی قسم جو شیاطین کو ڈانٹنے پھٹکارنے پر مامور ہیں اور اُن کی بھی جو اللہ کا ذکر کرنے پر مامور ہیں، سب اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تمھارا معبود ایک ہی ہے۔ وہی جو مالک ہے زمین اور آسمانوں کا اور اُن تمام چیزوں کا مالک ہے جو اِن کے درمیان ہیں، اور سارے اطرافِ مشرق کا۔

بے شک ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے زینت عطا کی ہے اور ہر سرکش شیطان کی در اندازیوں سے اس کو محفوظ کر دیا ہے اور وہ ملاء اعلیٰ [اللہ کے مقرب فرشتوں] کی باتیں نہیں سن پاتے، ہر کوشش پر دُھتکارے جاتے ہیں اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ تاہم اگر کوئی، کچھ لے اڑے تو ایک تیز چمکتا ہوا شعلہ اُس کا تعاقب کرتا ہے۔ [مفہوم آیات ۱ تا ۱۰]

اگلی آیات میں قیامت کا مذاق اُڑانے والوں کو زبردست ڈانٹ پلائی گئی ہے، فرمایا جارہا ہے کہ اِن متکبرین سیاسی و سماجی لیڈروں کو صاف صاف بتادو کہ آخر کار مرنے کے بعد تم زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے، مزید اِن کی بے ہودہ باتوں کو نظر انداز کرو۔

اے نبیؐ قیامت پر شک میں مبتلا ان لوگوں سے پوچھو کہ کیوں تم اللہ کی کاری گری پر متعجب ہو؟ روزِ قیامت لوگوں کی دوبارہ حیات کیوں زیادہ مشکل ہوسکتی ہے کہ کائنات کی ساری چیزوں کو ہم ہی نے تو پیدا کیا ہے۔ ان کو تو ہم نے گارے کی کھنکھناتی مٹی کے گارے سے پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ اس پیغام کا مذاق اڑا رہے ہیں! سمجھایا جاتا ہے تو توجہ نہیں دیتے۔ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اسے ہنسی مذاق میں اڑاتے ہیں وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ اور کہتے ہیں یہ تو صاف صاف جادو[۹۷] ہے، قیامت کی یاد دہانی پر کہتے ہیں کہ بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر کے ہڈیوں کا پنجر اور مٹی بن جائیں تو ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں

---

۹۷ زنیرہؓ ابوجہل کی مار کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھیں تو کفار کہنے لگے کہ یہ ہمارے معبودوں کی تجھ پر مار ہے، انھوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے آنکھیں ٹھیک کر دیں، تو اس نشانی کو دیکھ کر ایمان لانے کے بجائے کہنے لگے یہ تو محمدؐ کا جادو ہے۔

؟اور ہمارے اگلے وقتوں کے آباؤاجداد بھی زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے؟ اے نبیؐ اِن مذاق اُڑانے والے، قیامت کی تکذیب کرنے والوں کو جواب دو یقیناً تم اور تمھارے آباؤاجداد اُٹھائے بھی جاؤ گے اور اللہ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل اور بے بس بھی پاؤ گے۔

جب وہ گھڑی آئے گی تو بس ایک ہی زوردار آواز کی جھڑک ہوگی تو یکا یک وہ اپنی قبروں سے اٹھا کھڑے کیے جائیں گے اور ناگہاں یہ اپنی آنکھوں سے وہ سب مناظرِ قیامت دیکھ رہے ہوں گے جس کی اِن کو بار بار خبر دی جارہی ہے۔اس وقت یہ کہیں گے: ہائے ہماری شامت۔اعلان ہوگا کہ یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ [مفہوم آیات ۱۱ تا ۲۱]

نبی ﷺ کو بتایا جارہا ہے کہ وہ دن جلد آنے والا ہے جب تم اِن قومی لیڈروں اور اِن کے بے وقوف متبعین Followers/fans کو ایک دوسرے پر رو برو لعنت ملامت کرتا دیکھو گے۔مشرکینِ مکّہ کے عقائد پر تنقید کرکے بتایا جارہا ہے کہ وہ کیسی لایعنی اور فضول باتوں پر ایمان لائے بیٹھے ہیں،ان گمراہیوں کے برے نتائج سے آگاہ کیا ہے اور مومنین کو بتایا جارہا ہے کہ صبرِ پیہم کے ساتھ ایمان و عمل صالح کے نتائج بہت عمدہ ہیں۔پھر اس حوالے سے پچھلی قوموں کی تاریخ سے مثالیں دی گئی ہیں جن سے انسان جان سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیا اور اُن کے متبعین کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے اور ان کو جھٹلانے والوں کے ساتھ کیسا؟ وہ بڑا بادشاہِ حقیقی کس طرح اپنے وفاداروں کو نوازتا ہے اور کس طرح اپنے دشمنوں اور باغیوں کو سزا دیتا ہے۔

مشرکانہ جاہلیت کے لیڈروں اور اُن کے متبعین کے درمیان مکالمہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ اے فرشتو! سب مشرکوں اور اُن کے ہم مشربوں کو جمع کیا جائے اور ساتھ ہی اُن معبودانِ باطل اور اشیا کو بھی جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے،پھر حکم ہوگا کہ ان سب کو دوزخ کا رستہ دکھاؤ۔

جب مجرمین کو جہنم میں ڈال دیے جانے کا آخری فیصلہ ہو جائے گا تو حجت قایم کرنے کے لیے ان کو دوزخ میں دھکیلنے سے پہلے روکا جائے گا تاکہ اِن سے کچھ سوال جواب ہوں۔وہ سوالوں کا صحیح طور جواب نہ دے سکیں گے، کیوں کہ اُن پر ذلت و بے چارگی چھائی ہوئی ہوگی۔وہ ڈرے ہوئے اور

سہمے ہوئے ہوں گے اور بول نہیں سکیں گے، پھر متبعین اور لیڈر آپس میں ایک دوسرے پر الزام تراشی شروع کر دیں گے۔

اور ہاں، ذرا انھیں دوزخ میں دھکیلنے سے پہلے کچھ دیر روکو، ان سے کچھ پوچھنا بھی ہے۔ کہا جائے گا کہ اے نافرمانو! کیا بات ہے اب کیوں تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے ہو؟ ارے، یہ تو آج بڑے مسکین اور تابع دار بن گئے ہیں! دوزخ میں دھکیلے جانے سے قبل ذرا سا وقفہ پانے پر یہ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے اور آپس میں ایک دوسرے پر اپنی گم راہیوں کے لیے الزام تراشی کریں گے۔ عوام اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ تم سیدھے ہمارے پاس بہکانے کے لیے چلے آتے تھے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہمیں الزام نہ دو تم خود ہی ایمان لانے والے نہیں تھے، جس طرح ہم مشرک تھے، اُسی طرح تم بھی شرک کرتے تھے ۔ ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں کہ زبردستی تم کو ایمان کی راہ سے روکتے بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے۔ بس ہم کو رسولوں کے ذریعے جو عذاب کی دھمکی دی گئی تھی آج پوری ہو کر رہی اب ہم کو عذاب کا مزا چکھنا ہی ہو گا۔ بلاشبہ ہم نے تم کو بہکایا، کیا کریں کہ ہم خود بہکے ہوئے تھے!

یوں اُس دن گم راہ عوام اور اُن کے لیڈر عذاب میں یکساں غوطے کھائیں گے۔ ہم مجرموں کے ساتھ یہی کریں گے۔ اِن کا [قریش کے مشرکین سردار مُراد ہیں] حال یہ تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو یہ اکڑ جاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ حالاں کہ وہ حق لے کر آیا ہے اور پچھلے رسولوں کی پیش گوئیوں کے مطابق اُس کا ظہور ہوا ہے۔ محمدؐ کی مخالفت کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ تمھیں لازماً دردناک عذاب کا مزا چکھنا پڑے گا۔ اور تمھیں جو سزا بھی دی جا رہی ہے وہ انھی کرتوتوں کا تو بدلہ ہے جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے۔

اس غارت گر عذاب سے اللہ کے وہ منتخب و محبوب بندے محفوظ رہیں گے جو محمدؐ پر ایمان لا رہے ہیں۔ نعمتوں سے بھرے باغات میں وہ عزت کے ساتھ رکھے جائیں گے جہاں خاص ان کے لیے نام بنام نشان زدہ انعامات اور ہر طرح کی لذیذ چیزیں ہوں گی وہ کام یابی و کامرانی کے اسٹیج پر آمنے سامنے بیٹھیں گے اور ایک دوسرے کا اکرام کریں گے۔ شرابِ معین کے ساغر ان کے درمیان گردش کریں گے۔ صاف شفاف شراب، جو پینے والوں کے لیے لذّت ہی لذت! نہ اس میں کوئی

سمیت toxicity اور ضرر adverse effect ہو گا اور نہ ان کے اعصاب متاثر ہوں گے۔ اور ان کے پاس شرمیلی باحیا خوبصورت آنکھوں والی ہم نشیں نازنین ہوں گی، ایسی نازک، حسین و محفوظ جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے والی جھلّی۔

میدانِ حشر سے حساب و کتاب کے مرحلے سے نکل کر یہاں آنے پر، دعوتِ حق کو قبول کرنے والے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حال چال پوچھیں گے۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے حق کو قبول کرنے پر ملامت کرتا تھا، اور تعجب سے پوچھتا تھا کہ کیا میں بھی محمدؐ کی عجیب باتوں کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو گیا ہوں؟ مجھے گم راہ کرنے کے لیے کہتا تھا کہ کیا واقعی جب ہم مر جائیں گے، مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ کہنے والا اپنے اُس بے وقوف ساتھی کو یاد کر کے کہے گا، اب کیا آپ لوگوں کو کچھ خبر ہے کہ اُس شخص کا کیا بنا؟ ذرا جہنم میں جھانک کر دیکھو تو سہی! پھر جوں ہی وہ دیکھنے کے لیے جہنم میں جھانکے گا تو اُس کی تہہ میں اُس کو دیکھ لے گا اور بے اختیار اُس سے کہے گا، خدا کی قسم تم تو مجھے تباہ ہی کر دینے والے تھے۔ اگر میرے اوپر میرے مالک کا فضل نہ ہوتا تو آج میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا جو جہنم میں پڑے ہیں۔ کیا خوب ہے یہ بات کہ اب ہمیں موت نہیں آنی، جو ایک موت ہمیں آنی تھی سو وہ آچکی [۹۸]، اب ہمیں کسی عذاب کا خوف نہیں! بے شک یہی وہ عظیم الشان کام یابی ہے کہ جس کے لیے کام یابی کے متلاشیوں کو جدوجہد کرنی چاہیے۔

اے لوگو! بولو، یہ سدا بہار باغوں میں ضیافت اچھی ہے یا ہمیشگی کے جہنم میں کڑوے زہر جیسے زقوم (تھوہر) کے درخت کا کھانا؟ ہم نے اس درخت کو حق سے منہ موڑنے والے مشرک ظالموں کے لیے ایک عذاب بنایا ہے۔ یہ تو ایک ایسا درخت ہے جو جہنّم کی تہہ سے نکلتا ہے۔ اس کی کونپلیں ایسی ڈراؤنی ہوتی ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔ منکرینِ حق جہنّم کے باسیوں کا کھانا یہی درخت ہو گا جس سے وہ اپنے پیٹ بھرا کریں گے، پھر اس کے اوپر پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی super heated ملے گا۔ اور ہر بار کھانے کی اس مہمان نوازی کے بعد ان کی واپسی اُسی آگ بھری دوزخ کی طرف ہوا کرے گی۔ یہ وہ بد نصیب لوگ ہیں جنھوں نے اپنے باپ دادا کو گم راہ پایا، پھر یہ بھی انھی کے رستے لگے رہے۔ اِن سے پہلے بھی اکثر لوگ گم راہ ہوئے تو اُن میں ہم نے اُن کی گم راہی پر آخرت کی باز

---

۹۸ حیاتِ دنیا کے بعد موت انسان کے لیے مزید کسی موت کے اندیشے یا موقع کو ختم کر دیتی ہے۔ اس لیے پھر یا تو دائمی راحت ہے جنت میں یا پھر جہنم میں دائمی عذاب۔

پر س سے ڈرانے والے رسول بھیجے مگر تاریخ کا یہ کیسا المیہ ہے کہ ان ڈرائے جانے والوں نے انجامِ بد سے خوف نہیں کھایا، اس بد انجامی سے بس اللہ کے مخلص بندے ہی بچ سکے۔[اے لوگو! سنو تم میں سے کون ہے جو آج بن دیکھے اللہ سے خوف کھائے اور اپنے آپ کو انجامِ بد سے محفوظ کر لے]
[مفہوم آیات ۲۲ تا ۷۴]

اب اہلِ مکّہ کے سامنے اگلی آیات میں تاریخی قصوں سے شہادت پیش کی جا رہی ہے کہ جب قوموں نے رسولوں کی تکذیب کی تو سوائے ایمان لانے والوں کے سب ہلاک کر دیے گئے، کیا وہ اس انجام کے لیے تیار ہیں؟ مومنین کو بشارت ہے کہ رسولوں کی دعوت پر لبیک کہنے والے تاریخ کی گزر گاہ میں ہمیشہ بچا لیے گئے۔

نوح علیہ السّلام کے واقعے سے تذکیر و عبرت

اے اہلِ مکّہ ذرا سنو! نوحؑ نے ہم کو اپنی قوم کی بے رُخی اور انکار کی روش پر پکارا تھا، پس ہم کیا ہی خوب فریاد رسی کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس کو اور اس کے ماننے والوں کو ایک کربِ عظیم سے بچا لیا، اور بس رہتی دنیا تک کے لیے انھی بچائے جانے والوں سے انسانوں کی نسل چلائی۔ اور بعد کے لوگوں میں ایک مدت تک اُس کی تعریف و توصیف اور اُس کے طریقے کی پیروی چھوڑ دی۔ سلام ہو نوحؑ پر وہ تمام دنیا والوں میں سے چنیدہ و پسندیدہ بندہ بنا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ میرے پسندیدہ اہلِ ایمان گروہ میں سے تھا۔ رہا دوسرا بے رُخی برتنے والا انکار کی روش پر قائم گروہ، تو اُس گروہ کو تو ہم نے غرق کر کے نابود کر دیا۔ [مفہوم آیات ۷۵ تا ۸۲]

ابراہیم کی اپنی قوم کو دعوت اور پھر ہجرت

ابراہیم علیہ السلام کی دینِ حق کے لیے جدوجہد کا یہ اہم واقعہ ہے کہ وہ رب العالمین کا ایک اشارہ پاتے ہی اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس میں اہلِ مکّہ کے لیے بڑا سبق تھا جو اولادِ ابراہیمؑ ہونے کے ناتے کعبہ کے متولی بنے تھے اور اُن کے ساتھ اپنے نسبی تعلق پر فخر کرتے تھے، کفار کے علاوہ اس واقعہ میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لیے بھی یہ معلوم کرنے کا سبق تھا کہ اسلام کی حقیقت اور اس کا اصل جوہر کیا ہے، اور اس کو قبول کر لینے کے بعد ایک مومن کو کس

طرح اللہ سے وفاداری کا حق ادا کرنا چاہیے۔

نوحؑ کا تعلق انبیا کے ایک پاک گروہ سے تھا اور ابراہیمؑ بھی اُسی گروہ کا ایک فرد تھا۔ یاد کرو جب ابراہیمؑ اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک کے سامنے سچائی اور اخلاص سے معمور فکر [یعنی قلبِ سلیم] کے ساتھ متوجہ ہوا اور پھر اپنے رب کے اِذن سے اپنے باپ اور اپنی قوم کو توجہ دلائی کہ یہ کیا بے حقیقت چیزیں [بت، تماثیل] ہیں جن کے سامنے تم مراسمِ عبودیت بجالاتے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر من گھڑت جھوٹے معبودوں کو پسند کرتے ہو؟ ذرا غور کرو کہ اس ساری کائنات کے مالک، ربّ العالمین کے بارے میں تمھارا کیا عقیدہ اور تصور ہے؟ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

پھر بڑے دن جب ساری بستی میلے میں جانے کے لیے نکلی اور اُسے بھی چلنے کے لیے کہا گیا تو ابراہیمؑ نے خلا میں گھورا اور کچھ سوچ کر بولا: میری تو طبیعت خراب ہے۔[۹۹] چناں چہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے اور ابراہیمؑ خاموشی سے ان کے دیوتاؤں کے مندر میں داخل ہو گیا اور پتھر کے مجسموں کے سامنے نذر و نیاز کے لیے لائے گئے کھانوں اور مٹھائیوں کو دیکھ کر تمسخر کے ساتھ بتوں سے کہا کہ آپ لوگ یہ سب کچھ کیوں نہیں کھاتے؟ جواب نہ پا کر بولا کیا بات ہے کہ آپ لوگ بولتے بھی نہیں؟ پھر وہ ان پر پل پڑا اور داہنے زوردار ہاتھ سے خوب اُن کی درگت بنائی سوائے ان میں سے ایک بڑے بت کے، شاید کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

میلے سے واپس آکر بستی کے لوگوں نے مندر میں اپنے معبودوں کی جو درگت دیکھی تو وہ بھاگم بھاگ ابراہیمؑ کے پاس یہ پوچھنے آئے کہ ہمارے معبودوں کی یہ درگت کس نے بنائی؟ اس نے کہا: کہ لوگو! عقل سے کام لو، تم لوگ اپنے ہی ہاتھوں کی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو! اُن چیزوں کو جو تمھاری مدد تو کیا، خود اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتی ہیں۔ سنو، اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تم کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جنھیں تم بناتے ہو۔ اُن سے جب اپنے من گھڑت معبودوں کے حق میں کوئی جواب نہ بن پڑا تو انھوں نے آپس میں یہ صلاح کی کہ اس معبودوں کے انکاری کے لیے ایک آگ کا الاؤ تیار کیا جائے اور اسے دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیں، یہ ہمارے معبودوں کو توڑنے کی سزا ہے۔ انھوں نے اس کے خلاف یہ کارروائی کر لی مگر اللہ نے آگ کو ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈا کر دیا۔ آگ ابراہیمؑ کو جلا نہ سکی، اور اللہ نے مشرکین کو نیچا دکھا دیا۔ آگ سے بسلامت نکلنے پر ابراہیمؑ نے جان لیا کہ اُس کی قوم

---

[۹۹] ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ وہ پیچھے رہ کر ان کے خود ساختہ معبودوں کو توڑنے کے منصوبے کی تکمیل کریں گے۔

میں قبولِ حق کی مزید کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ اللہ کی ہدایت پر اُس نے ارادہ کر لیا کہ وہ حق کے لیے اس بنجر سرزمین کو چھوڑ کر کسی اور جانب ہجرت کر جائے۔ چناں چہ اُس نے اہلِ ایمان[100] کے ساتھ رختِ سفر باندھا اور کہا کہ میں اپنے رب کی طرف نکلتا ہوں، وہی میری رہ نمائی فرمائے گا۔ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ [فلسطین پہنچنے پر ابراہیمؑ نے دعا کی کہ] اے میرے رب، مجھے صالح اولاد عطا فرما، چناں چہ ہم نے اس کو ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ [مفہوم آیات ۸۳ تا ۱۰۱]

ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی فرماں برداریٔ رب کی شان دار مثال

جب وہ [اسمٰعیل] اُس کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو ایک روز ابراہیمؑ نے اُس سے کہا، بیٹا، میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، تم غور کر لو کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ اُس نے باپ کی اطاعت اور نہایت صبر کے ساتھ اپنے رب کی رضا پر راضی ہو کر کہا، ابا جان، جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، اُسے پورا کیجیے، آپ اِن شاءَ اللہ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔

چناں چہ جب دونوں باپ اور بیٹے نے فرماں برداری کا کامل مظاہرہ کر دکھایا اور ابراہیمؑ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا[101] دیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیمؑ! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، یقیناً یہ ایک بڑا کڑا امتحان[102] تھا، اور کڑے امتحانوں میں کام یابی بڑے ہی نصیبوں والوں کو ہوتی ہے، ہم نیکی کے اعلیٰ درجوں پر فائز لوگوں [محسنوں] کو جزا میں ایسے امتحانوں میں پورا اُترنے کی توفیق دیا کرتے ہیں! ابراہیمؑ اس امتحان میں کام یاب قرار پایا اور ہم نے ایک عظیم قربانی کے بدلے بیٹے کو چھڑا لیا اور ابراہیمؑ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ آنے والی نسلوں میں چھوڑ دیا، سلامتی ہو ابراہیمؑ پر! ہم احسان کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے باایمان بندوں میں سے تھا اور ہم نے اُسے ایک اور بیٹے اسحاقؑ[103] کی پیدائش کی بشارت دی، جو زمرۂ صالحین میں سے ایک نبی تھا۔ اور اسحاق کو بھی برکت

---

[100] اپنی بیوی اور لوطؑ کے خاندان کے ساتھ۔

[101] مولانا فراہیؒ نے ایک کتاب "الرای الصحیح فی من ھو الذبیح" لکھی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ذبیح اللہ اسمٰعیلؑ ہی تھے اور اسحٰقؑ نہ تھے جیسا کہ یہودیوں کا دعویٰ ہے۔

[102] جس امتحان کے لیے ممتحن خود کہے کہ یہ بڑا ہی مشکل امتحان ہے وہ یقیناً مشکل امتحان ہوتا ہے اور پاس ہونے والا بڑے انعام کا مستحق ہوتا ہے۔

[103] یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل علیہ السلام تھا۔

دی۔اب ان دونوں کی اولاد میں سے کوئی نیکی کے اعلیٰ درجوں پر ہے اور کوئی بدی کی راہ پر بگٹٹ دوڑ کر اپنی جانوں پر خود ہی کھلا ظلم کرنے والا ہے[۱۰۴]۔ [مفہوم آیات ۱۰۲ تا ۱۱۳]

موسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ

اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر اپنا فضل کیا، اُن کو اور اُن کی قوم کو فرعونیوں کے ہاتھوں بڑی ذلت والی غلامی سے نجات دی، ان کی زبردست مدد کی جس کے ذریعے وہ دنیا پر غالب ہوسکے۔ اُن کو روشن کتاب عطا کی، انھیں راہ راست کی طرف ہدایت بخشی اور بعد کی نسلوں میں ایک گروہ کو اُن کے طریقے پر قائم رکھا۔ سلامتی ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر۔ ہم احسان کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ بلا شبہ وہ دونوں ہمارے ایمان لانے والے بندوں میں سے تھے۔

اور الیاسؑ بھی پیغمبروں میں سے ایک تھا۔ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ اللہ کی ناراضی اور اُس کے عذاب سے نہیں ڈرتے؟ تم بعل سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے دعائیں مانگتے ہو اور اپنے بہترین خالق ایک اللہ کو بھول جاتے ہو، اللہ کو جو تمھارا بھی اور تمھارے گزرے ہوئے باپ دادا کا رب ہے۔ مگر اُس کی قوم نے اُسے جھٹلا دیا، بے شک وہ جھٹلانے

۱۰۴ یہ فقرہ اس پورے مقصد پر روشنی ڈالتا ہے جس کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کا یہ قصہ یہاں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹوں کی نسل سے دو بہت بڑی قومیں پیدا ہوئیں۔ ایک بنی اسرائیل، جن کے گھر سے دنیا کے دو بڑے مذہب (یہودیت اور نصرانیت) نکلے اور انھوں نے روئے زمین کے بہت بڑے حصے کو حلقہ بگوش بنایا۔ دوسرے بنی اسمٰعیل جو نزول قرآن کے وقت تمام اہل عرب کے مقتدا و پیشوا تھے، اور اس وقت مکّہ معظمہ کے قبیلہ قریش کو ان میں سب سے زیادہ اہم مقام حاصل تھا۔ نسلِ ابراہیمی کی ان دونوں شاخوں کو جو کچھ بھی عروج نصیب ہوا وہ حضرت ابراہیم اور ان کے ان دو عظیم المرتبت صاحبزادوں کے ساتھ انتساب کی بدولت ہوا، ورنہ دنیا میں نہ معلوم ایسے کتنے خاندان پیدا ہوئے ہیں اور گوشۂ گم نامی میں جا پڑے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ اس خاندان کی تاریخ کا سب سے زیادہ زرّیں کارنامہ سنانے کے بعد ان دونوں گروہوں کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تمھیں دنیا میں یہ جو کچھ شرف نصیب ہوا ہے وہ خدا پرستی اور اخلاص و فدویّت کی ان شان دار روایات کی وجہ سے ہوا ہے جو تمھارے باپ دادا ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحاق علیہم السلام نے قائم کی تھیں۔ وہ انھیں بتاتا ہے کہ ہم نے ان کو جو برکت عطا فرمائی اور ان پر اپنے فضل و کرم کی جو بارشیں برسائیں، یہ کوئی اندھی بانٹ نہ تھی کہ بس یونہی ایک شخص اور اس کے دو لڑکوں کو چھانٹ کر نواز دیا گیا ہو، بلکہ انھوں نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ اپنی وفاداری کے کچھ ثبوت دیے تھے اور ان کی بنا پر وہ ان عنایات کے مستحق بنے تھے۔ اب تم لوگ محض اس فخر کی بنا پر کہ تم ان کی اولاد ہو، ان عنایات کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ ہم تو یہ دیکھیں گے کہ تم میں سے محسن کون ہے اور ظالم کون۔ پھر جو جیسا ہو گا، اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں گے۔ (تفہیم القرآن، سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت حاشیہ نمبر: ۶۸)

والے قیامت کے دن گرفتار کر کے سزا کے لیے پیش کیے جائیں گے، سوائے اللہ کے خاص مخلص بندوں کے جنھوں نے ہمارے رسول کی بات مانی اور اطاعت اختیار کی۔ اور بعد کی نسلوں میں ایک گروہ کو الیاسؑ کے طریقے پر قایم رکھا۔ سلامتی ہو الیاسؑ پر ہم احسان کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ واقعی وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اور لوطؑ بھی رسولوں میں سے تھا۔ یاد کرو جب اُس کی قوم کو بدکاریوں کے سبب سنگ سار کیا گیا تو ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو نجات دی، سوائے ایک بُڑھیا کے (لوطؑ کی بیوی) جو پیچھے رہ کر عذاب کا نوالہ بن جانے والوں میں سے تھی۔ ہم نے باقی ساری قوم کو تہس نہس کر دیا۔ تم اپنے بین المالک اسفار کے دوران آئے دن اُن کی اجڑی بستیوں اور آثار پر سے گزرتے ہو۔ کیا تم کو کوئی سبق نہیں ملتا؟ [مفہوم آیات ۱۱۴ تا ۱۳۸]

اسی طرح بلاشبہ یونسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھا۔ یاد کرو جب وہ دعوت و تذکیر کے مقام سے بھاگ نکلا اور ایک مسافروں سے بھری کشتی میں سوار ہوا جس میں قرعہ اندازی سے منتخب ایک مسافر کو سمندر میں پھینکنا قرار پایا اور قرعہ میں اس کا نام آگیا، پس وہ پانی میں دھکیلا گیا اور مچھلی نے اُسے نگل لیا اور وہ ملامت زدہ ہو کر رہ گیا، اگر وہ اپنی غلطی تسلیم کر کے اللہ کی پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو جس دن مردے زندہ کیے جائیں گے اُس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔ آخر کار ہم نے اسے بڑی خراب اور نڈھال حالت میں ایک چٹیل زمین پر اگلوا دیا۔ اور اس پر سائے کے لیے ایک بیل دار درخت (اغلباً کدو کی بیل) اگا دیا۔ اِس کے بعد ہم نے اُسے ایک لاکھ، بلکہ اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا، وہ ایمان لائے اور ہم نے ایک وقت مقررہ تک ہنسنے بسنے کی مہلت دی

[مفہوم آیات ۱۳۹ تا ۱۴۸]

اہلِ مکّہ کی فرشتوں اور جنات کو اللہ کے اختیارات میں شرکت کی لغویت پر تبصرہ

اے نبیؐ ذرا اپنی قوم کے لوگوں سے، جو دعوتِ ایمان کو قبول نہیں کر رہے ہیں یہ کہیے کہ کیا اُن کے دل کو یہ بات لگتی ہے کہ تمھارے رب کے لیے تو ہوں بیٹیاں اور یہ لوگ اپنے لیے بیٹے پسند کریں! کیا واقعی ہم نے فرشتوں کو مونث ہی تخلیق کیا ہے؟ کیا یہ لوگ آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں۔ آگاہ رہو، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دل سے گھڑ کر یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، دراصل یہ بلا کے جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے بیٹوں پر بیٹیوں کو اپنے لیے پسند کیا ہے؟ لوگو، تمھیں کیا ہو گیا ہے، کیسے فیصلے کر رہے ہو۔ کیا تمھیں کوئی عقل نہیں یا پھر تمھارے

پاس اپنے ان دعووں کے لیے کوئی واضح ثبوت ہے، تو لاؤ پیش کرو اپنی وہ کتاب جس میں یہ سب لکھا ہو، اگر تم سچے ہو۔

ان مشرکین نے اللہ اور جنّات کے درمیان بھی رشتہ جوڑ رکھا ہے، جب کہ جنّات خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ مجرم کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں اور جنّات گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ان الزامات سے پاک ہے جو مشرکین اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ اہلِ ایمان، اُس کے خالص بندے اس شرک سے محفوظ ہیں۔ پس تم اور تمھارے یہ جھوٹے معبود کسی کو اللہ سے برگشتہ نہیں کر سکتے مگر انھی کو جو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑنے والے ہیں۔

فرشتے برملا یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی اولاد ہرگز نہیں، بلکہ ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک مقام مقرر ہے ہم تو اللہ کے حضور ہر دم حاضر رہنے والے صف بستہ خدمت گار ہیں اور ہر شرکیہ بات سے اُس کی پاکی کا اعلان کرنے والے ہیں۔

یہ لوگ پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کاش ہمارے پاس پچھلی قوموں پر اللہ کی جانب سے نازل شدہ کوئی تعلیم ہوتی تو ہم اللہ کے خاص بندوں میں سے ہوتے۔ مگر اب جب محمدؐ اللہ کا دین لے کر آ گئے ہیں تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ [مفہوم آیات ۱۴۹ تا ۱۷۰]

اختتامِ کلام پر اہلِ مکّہ کو صاف الفاظ میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کا رسولؐ جس کا تم مذاق اُڑا رہے ہو، وہ دیکھتے دیکھتے تم پر غالب آ جائے گا اور اللہ کے لشکر کو اپنے گھروں کے اطراف میں اُترا ہوا دیکھو گے (آیات ۱۷۱ تا ۱۷۹)۔ ذرا غور فرمائیے کہ کفارِ مکّہ کو یہ نوٹس سن پانچ نبوی میں دیا گیا تھا جب نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی ٹیم دعوت کے لیے کسی مجبن (جائے ہجرت) کی تلاش میں تھی، کسی کام یابی کے دور دور تک کوئی آثار نہیں تھے۔ وہ مسلمان جنھیں ان آیات میں اللہ کے لشکر سے تعبیر کیا گیا ہے، جبس کے ماحول سے تنگ آ کر اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے ترکِ وطن [ہجرت] پر آمادہ تھے۔

ان حالات میں ظاہر بین نگاہیں یہ نہیں دیکھ سکتی تھیں کہ پندرہ / سولہ سال بعد [کچھ کم آٹھ سال مزید مکّہ میں اور تقریباً اتنا ہی وقت مدینے کا] یہی اللہ کا رسول اپنے لشکر کے ساتھ فاتحانہ مکّہ میں داخل ہو گا اور ساری مخالف طاقتیں زیر ہو جائیں گی۔ یہ قرآن کے الہامی کتاب

ہونے کی دلیل ہے۔

دیکھنے والی آنکھوں نے آخر دیکھ لیا کہ فتح مکّہ کے دن بعینہٖ وہی کچھ ہو گیا جس سے کفارِ مکّہ کو اس سورہ میں پندرہ سال پہلے خبر دار کیا گیا تھا۔ یوں یہ آیات کفّار کے لیے تنبیہ ہی نہ تھیں بلکہ نبی ﷺ اور تمام مومنین کے لیے خوش خبری بھی تھیں جو انتہائی نامساعد اور اعصاب شکن حالات کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہ آیات کہہ رہی ہیں کہ اہلِ ایمان گھبرائیں نہیں، آخر کار غلبہ ان ہی کو نصیب ہو گا، اور باطل کے سرغنے جو اِس وقت مذاق اڑا رہے ہیں اور نشانہ ستم بنا رہے ہیں، کل مفتوح اور مغلوب ہوں گے۔ راتوں اور دنوں کے آنے جانے نے ثابت کر دیا کہ یہ محض خالی خولی دلاسہ نہ تھا بلکہ ایک حکیم و دانا کا فرمان تھا جو خالقِ کائنات ہے اور اسباب و علل کے خالق ہونے کے ساتھ عالم الغیب بھی۔

اہلِ مکّہ کی نبی ﷺ کے مقابلے میں انکار و بغاوت کی روش پر تبصرہ

اب جلد ہی اہلِ مکّہ کو اس انکار و بغاوت کی روش کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ اپنے بھیجے ہوئے رسولوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ مدد کے وہی حق دار ہوں گے اور ہمارا لشکر جو کہ نبیوں کا لشکر ہے، وہی کافروں پر غالب ہو کر رہے گا۔ پس اے نبیؐ، ذرا کچھ مدّت تک ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور دیکھو کیا ہوتا ہے وہ خود بھی دیکھ لیں گے جو کچھ کہ ہونے والا ہے۔ ارے، کیا یہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں! وہ صبح ان لوگوں کے لیے بہت بُری ہو گی کہ عذاب جس دن اُن کے صحن میں اترے گا انھیں تو پہلے ہی خبر دار کیا جا چکا ہے۔ ساری عزت کا مالک اور حق دار تیرا رب اُن ساری فضول شرکیہ باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ دل سے گھڑ کر بنا رہے ہیں سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ اور سلام ہے رسولوں پر، ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾ [مفہوم آیات ۱۷۱ تا ۱۸۲]

☆☆☆☆